

آہ، ادیب اعظم شمس لکھنوی

بنت زہراء نقوی ندوی الہندی صاحبہ

معلمہ جامعۃ الزہراء، لکھنؤ



اسکولوں اور کالجوں میں اردو اور فارسی تعلیم کا سلسلہ ختم ہو گیا ایسے حالات میں مولانا ترک وطن پر مجبور ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں پاکستان ہجرت کر کے کراچی میں بودوباش اختیار کی۔ جہاں ایک سرکاری کالج میں فارسی، عربی اور اردو کے استاد مقرر ہو کر ۱۹۷۱ء میں اپنے مقدس منصب سے سبکدوش ہوئے۔ مولانا مرحوم عربی و فارسی کے منتہی، انگریزی اور عبرانی سے آگاہ نیز اردو کے ادیب، محقق اور نقاد تھے۔

مولانا نے رضویہ کالونی کراچی میں ایک دارالتصنیف قائم کیا تھا۔ مرحوم کے زیادہ تر تصانیف اسی ادارہ سے شائع ہوئے ہیں۔

تصانیف

- (۱) شاہانِ اودھ کی تاریخی علم پروری (۲) بہادر شاہ کا مذہب۔ (۳) ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ اور شیعہ عقائد کی تفصیل (حصہ اول) (۴) دُرّ منظوم (سوانح و قصائد مولانا سید وجاہت حسین ناظم اجتہادی) (۵) شکست آئینہ (تردید اعتراضات بیخود موبانی پر پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب مرحوم) (۶) فلسفہ خیام (۷) لکھنؤ کی زبان (۸) لکھنؤ کی تہذیب (۹) لکھنؤ کی شاعری (۱۰) تاریخ لکھنؤ (حصہ اول) (۱۱) انتخاب کلام مولانا جاوید اجتہادی (۱۲) نگارشات رنگ رنگ (۱۳) تنقیدی مباحث

حیف صد حیف کہ ہندوستان کے معزز خانوادے کی نمائندہ فرد، مجتہد و بستان لکھنؤ، فقیہ شعر و ادب مولانا سید محمد باقر شمس اب دنیا میں نہیں رہے مگر یہ نہ رہنا بظاہر صرف جسمانی طور پر ہے اس لئے کہ علم و ادب کی دنیا میں وہ شخصیت کبھی نہیں مر سکتی جس نے کئی درجن زندہ کتابیں اور نئے نئے مطالب و افکار کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے سیکڑوں مضامین کو سپردِ قسطاس کر دیا ہو۔

مولانا شمس کے والد ماجد علم العلماء آیتہ اللہ سید سبط حسین جاسی اور دادا مولانا رمضان علی نقوی اور نانا ملاذ العلماء آیتہ اللہ سید ابوالحسن تھے۔ موصوف سہ شنبہ ۲۳ رجب ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۰۹ء کو شیراز ہند جوئیور میں متولد ہوئے۔

مولانا کی تربیت ایک عظیم فقیہ کی بیٹی کے آغوش میں ہوئی اور ایک عظیم فقیہ کے زیر سایہ تعلیم ہوئی۔ زندگی کا اچھا خاصہ حصہ لکھنؤ میں بڑے بڑے علماء و ادباء و شعراء کی صحبت میں گذارا۔

فقہ و اصول کی تعلیم کے بعد علم طب کی تحصیل کی لیکن طبابت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا البتہ درس و تدریس محبوب مشغلہ تھا لہذا ۱۹۳۵ء میں ہرپال سنگھ ہائی اسکول سنگرام ضلع جوئیور میں آپ کا اردو اور فارسی کے استاد کی حیثیت سے تقرر ہوا مگر کانگریسی حکومت کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد

(۱۳) شعور و شاعری (۱۵) تاریخ زبان اردو (۱۶) اسلامی دستور (۱۷) اسلام پر کیا گزری (۱۸) ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ اور حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ (۱۹) حیات تاج العلماء طاب ثراہ (۲۰) مذہب امام ابوحنیفہ وغیرہ۔

مذکورہ کتب کے علاوہ سیکڑوں تحقیقی و تنقیدی مضامین ہندوپاک کے رسائل و اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔

غیر مطبوعہ کتب

(۱) تاریخ اسلام (۲) تاریخ لکھنؤ (حصہ دوم) (۳) امام علی زین العابدینؑ (۴) ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ اور شیعہ عقائد کی تفصیل (حصہ دوم) (۵) مجموعہ ہائے قصائد و غزلیات (۶) متعدد مضامین و غیر مرتب کتب۔

حضرت شمس لکھنوی کی حیات اور کارناموں سے متعلق دو تحقیقی مقالے مرحوم کی زندگی ہی میں لکھے گئے، پہلی کتاب ”مولانا سید محمد باقر شمس۔ شخصیت و فن“ کے نام سے جناب حسین انجم صاحب مدیر ماہنامہ ”طلوع افکار“ کراچی نے اور دوسری کتاب ”آئینہ شمس عکس ذات و صفات“ ساحر اجتہادی (کراچی) نے تصنیف کی اور دونوں ہی طبع ہوئیں۔

افسوس کہ ایسا شمس آسمانِ علم و ادب ۶ جنوری ۲۰۰۷ء کو غروب ہو گیا یعنی حیدری باغ کراچی میں سپرد خاک ہو گیا۔

قطعات تاریخ وفات

تاریخ انتقال شمس از قلم شمس

قبر میں آئیں گے قسیم جناب

اس کی بے حد مجھے مسرت ہے
ہے بشارت یہ مصرعِ تاریخ
مسکن شمس قصرِ جنت ہے
۸ ۲ ۴ ۱ ۵

از قلم ساحر اجتہادی (کراچی)

”میں تصور میں یہ کہتا تھا کہ ہاتھ نے کہا
اب جناب شمس ہیں ساحر، مقیم قصرِ خلد“
۷ ۰ ۰ ۲ ۶

تاریخِ لحد پہ لکھ دو ساحر
ہیں شمس مکینِ قصرِ جنت
۸ ۲ ۴ ۱ ۵

دو قطعات تاریخ کنیز کے بھی پیش ہیں:

علم پرور از جہاں رخصت بشد
مرد بہتر از جہاں رخصت بشد
اے ندی گوید ہمیں سال وفات
جنس گوہر از جہاں رخصت بشد
۷ ۰ ۰ ۲ ۶

اہل دل، اہل نظر نظروں سے اوجھل ہو گئے
صاحبِ علم و ہنر نظروں سے اوجھل ہو گئے
جن کو کہنے شمس چرخِ علم و فن ہاں وہی
باقر والا قدر نظروں سے اوجھل ہو گئے
۷ ۰ ۰ ۲ ۶

نمونہ کلام

فتنہ را وحشت فزا دام قضا ہوتے گئے جس قدر بڑھتے گئے گیسوبلا ہوتے گئے
 شمس کام آئیں نہ کچھ اپنی ضیا افشائیاں روز گردش میں فلک کی بتلا ہوتے گئے
 موسیٰ نہ تاب لائے تبسم کی ایک دن میں چاہتا ہوں روز یہ بجلی گرا کرے
 میری طرح کا دل نہ کسی کو نصیب ہو ان کی طرح جواں نہ کسی کو خدا کرے
 کیسا تھا سحر اس نگہ شرمسار میں ملتے ہی آنکھ دل نہ رہا اختیار میں
 آنکھیں لگی ہیں در پہ نکلتا نہیں ہے دم ٹھہری ہوئی ہے روح ترے انتظار میں
 گردش پہ اپنی شمس ہمیں صبر آگیا کس کو ملا سکون اس اجڑے دیار میں
 نزدیک ہمکناری حورانِ خلد ہے اب آگئی ہے شمس کی پیری شباب پر

(بقیہ..... شادی خانہ آبادی)

ولیمہ

ولیمہ بھی شرعاً سنت ہے مگر حسبِ حیثیت۔ یہ نہ ہو کہ ولیمہ اس طرح کیا جائے کہ دودن تو خوب تعریفیں ہوئیں مگر جس وقت گھر پر قرتی آئے گی اور نیلام ہو رہا ہوگا تو یہی تعریف کرنے والے برا کہتے ہوں گے اور کہیں گے کہ لڑکی کی شادی میں اپنے تئیں تباہ کر دیا۔ یہ فضولِ رسمیں اور یہ ہندوؤں کی تقلید ایسی چیزیں ہیں جو ہمیں فنا کی طرف لے جا رہی ہیں۔

یہ سمجھنا کہ اب تک علماء نے ان چیزوں کی اصلاح پر زور کیوں نہیں دیا، درست نہیں ہے۔ جس وقت جنابِ غفران مآبؑ ہندوستان میں تشریف لائے آپ کو نہیں معلوم کہ اس وقت کیا کیا ہوتا تھا۔ شیعوں کے یہاں شیخِ سدوکا بکرا، احمد کبیر کی گائے اور نہ معلوم کس کی کڑھائی، یہ سب کچھ ہوتا تھا، بھوانی جی کی پرستش ہوتی تھی۔

اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ہمیشہ تدریجی صورت اختیار کی جائے۔ آپ کو معلوم ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں ہمیشہ سے اس حکمت اور مصلحت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ جس دن سے رسالت مآبؐ مبعوث ہوئے اسی دن سے نماز روزہ وغیرہ اتنے ہی حکیمانہ پہلو رکھتے تھے مگر آپ کو معلوم ہے کہ ان کے احکام ۱ھ، ۲ھ، ۳ھ میں نافذ ہوئے۔ جنابِ غفران مآبؑ نے پہلے ان چیزوں کو مٹایا جو لوگوں کو کفر اور شرک کی طرف لے جا رہی تھیں لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم اُسی نقطہ پر رہیں جس نقطہ تک انھوں نے اصلاح کر دی چونکہ اب یہ منزل پس طے ہو چکی ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ قدم آگے بڑھایا جائے۔ ضرورت ہے کہ اس وقت ہم شریعتِ اہلبیتؑ کے آداب و رسوم کو پیش نظر رکھیں۔ شادی کو ایک مذہبی رسم سمجھا جائے اور ان فضولِ رواسم سے باز رہا جائے۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ ابنِ حسین صاحب نے آپ کے سامنے یہ نظیر پیش کی ہے جس میں فضولِ رواسم نہیں انجام دیئے گئے یہ بھی ایک عمدہ مثال ہے جو پیش کی جا رہی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد دنیا میں بہت سی ایسی مثالیں ملیں گی۔